روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر
نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر
ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ | جمعرات ۱۴ ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ ، ۲۷ احسان ۱۳۷۰ ہش ، ۲۷ جون ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۴۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لازم ہے کہ ہم آزمائے جائیں

"خدا تعالیٰ سے ہم نے جو عہد باندھے ہیں ان عہدوں کی ادائیگی کے دوران لازم ہے کہ ہم پر ابتلاء آئیں اور لازم ہے کہ ہم آزمائے جائیں کیونکہ کوئی بھی مقام انسان کو نصیب نہیں ہو سکتا جب تک وہ آزمائش کے دور سے گذر کر ان مقامات کو حاصل نہ کرے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"غرض حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا صدق اس مصیبت کے وقت ظاہر ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا۔ گو بعض کفار کی رائے اخراج کی بھی تھی مگر اصل مقصد اور کثرت رائے آپ کے قتل پر تھی۔ ایسی حالت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے صدق اور وفا کا وہ نمونہ دکھلایا۔ جو ابدالآباد تک کے لئے نمونہ رہے گا۔ اس مصیبت کی گھڑی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انتخاب ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت اور اعلیٰ وفاداری کی ایک زبردست دلیل ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۴۹)

"بعض آدمی دیکھے گئے ہیں کہ جب کوئی ابتلاء آجائے تو گھبرا اٹھتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے شکوہ کرنے لگتے ہیں۔ اُن کی طبیعت میں ایک افسردگی پائی جاتی ہے، کیونکہ وہ صُلح جو کُلّی طور پر خدا تعالیٰ سے ہونی چاہیئے اُن کو حاصل نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ سے انسان کی اُسی وقت تک صُلح رہ سکتی ہے کہ جب تک اس کی مانتا رہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کا معاملہ ایک دوست کا معاملہ ہے۔ کبھی ایک دوست دوسرے کی مان لیتا ہے اور دوسرے وقت اُس کو اس دوست کی ماننی پڑتی ہے اور یہ تسلیم خوشی اور انشراح صدر سے ہونی چاہیئے نہ کہ مجبوراً۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۵۵)

ربوہ ۔ ۲۳۔ جون۔ آج یہاں بیت الاقصیٰ میں عید الاضحیٰ نہایت عقیدت اور جوش و خروش کے ساتھ منائی گئی۔ نماز عید کا وقت سات بجے صبح مقرر تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں اہل ربوہ وقت سے پہلے بیت اقصیٰ پہنچ گئے۔ تاہم آخر وقت تک دور دراز محلّوں اور بیرونجات سے تشریف لانے والوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ اس موقعہ پر بیت اقصیٰ کے صحن کے علاوہ سامنے والے کھلے میدان میں بھی نمازیوں کے لئے انتظام کیا گیا تھا۔ مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کی طرف سے ٹریفک کو کنٹرول کرنے اور بسوں، ٹرکوں اور کاروں کو مناسب جگہ پر پارک کرنے کے لئے خدام ڈیوٹی پر متعین تھے جنہوں نے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دیئے۔

مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے سات بج کر دس منٹ پر نماز عید پڑھائی اور اس کے بعد اپنے مختصر مگر نہایت مؤثر خطبہ میں عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر پیش کی جانے والی قربانیوں کے پس منظر اور حکمت و فلسفہ پر روشنی ڈالی۔ آپ نے واضح فرمایا کہ جب تک انسان اپنے تمام دنیوی رشتوں سے پوری طرح منقطع ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے آپ کو پیش نہیں کر دیتا۔ وہ قبولیت کے لائق نہیں ٹھہرتا۔

خطبہ ثانیہ کے دوران آپ نے حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ عید کا خلاصہ احباب کو سنایا جو حضور نے ایک روز قبل واشنگٹن (امریکہ) میں عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر ارشاد فرمایا تھا۔ حضور انور نے اپنے خطبہ میں وقف نو کے تحت پیش کئے جانے والے بچوں کی خصوصی نگہداشت اور انکی تعلیم و تربیت کے انتظامات پر زور دیتے ہوئے متعدد ہدایات عطا فرمائی ہیں۔

خطبہ کے اختتام پر اجتماعی دعا ہوئی اور اس کے بعد احباب نے ایک دوسرے کو گلے مل کر عید مبارک پیش کی۔

اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کیلئے اسکی صفات پر غور کرتے رہو

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"یہ بالکل سچی بات ہے کہ ایمان کا سرچشمہ اور اس کی ابتدا اللہ پر یقین کرنے سے شروع ہوتی ہے۔ ایمان باللہ کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ کو جمیع صفاتِ کاملہ سے موصوف اور تمام محامد اور اسماءِ حسنیٰ کا مجموعہ اور مسمّیٰ اور تمام بدیوں اور نقائص سے منزّہ یقین کرنا اور اس کے سوا کسی شئے سے کوئی امید و بیم نہ رکھنا۔ اور کسی کو اس کا ندّ اور شریک نہ ماننا۔ یہ ایمان باللہ ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کو ان صفات سے موصوف یقین کرتا ہے تو ایسے خدا سے وہی قرب اور تعلق پیدا کر سکتا ہے جو خوبیوں سے موصوف اور بدیوں سے پاک ہو گا۔ پس جس جس قدر انسان فضائل کو حاصل کرتا اور رذائل کو ترک کرتا ہے۔ اسی قدر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے قرب کے مدارج اور مراتب کو بڑھاتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ولایت میں آتا جاتا ہے۔ کیونکہ پاک کا گندے کے ساتھ قرب کی نسبت نہیں ہو سکتی اور جوں جوں رذائل کی طرف جھکتا اور فضائل سے ہٹتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم ہو کر اس کے فیضانِ ولایت سے دُور اور مہجور ہوتا جاتا ہے۔ یہ ایک قابلِ غور اصل ہے اور اس کو کبھی بھی ہاتھ سے دینا نہیں چاہیئے۔ صفاتِ الٰہی پر غور کرو اور وہی صفات اپنے اندر پیدا کرو۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ قربِ الٰہی کی راہ قریب ہوتی جائے گی اور اس کی قدوسیت اور سبحانیت تمہاری پاکیزگی اور طہارت کو اپنی

باقی صـ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۷۔ احسان ۱۳۷۰ہش ـــ ۲۷۔ جون ۱۹۹۱ء

اللہ تعالیٰ کی صفتِ ستّاری

ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی صفات کو انسانی حد تک ضرور اپنائے۔ یہی اس کی زندگی کا حسن ہے اور اسی سے معاشرہ میں وہ ایک دلپسند اور ہر دلعزیز شخصیت بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے۔ ہم بھی اپنے بھائی بندوں پر رحم کریں (اور یہاں بھائی بندوں سے مراد ہر فرد بشر ہے) وہ لوگوں کی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ ہم بھی حتی المقدور دوسروں کی ضرورتیں پوری کرتے کی کوشش کریں۔ علیٰ ہذالقیاس اللہ تعالیٰ کی ہر وہ صفت جسے انسان انسانی فطرت کی حد تک اپنا سکتا ہے اپنائے۔

ایک صفت جس کا ہم خاص طور پر یہاں ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ہے ستّاری کی صفت۔ انسانوں میں اس صفت کے مظاہر کی عدم موجودگی سے بڑے بڑے جھگڑے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہم دوسروں کی ذرا ذرا سی غلطی پر انہیں پکڑ لیتے ہیں اور بعض اوقات زیادہ ہی زور سے پکڑ کرتے ہیں۔ نتیجہ انتقام کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ اور بات بڑھتی چلی جاتی ہے۔ حالانکہ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے ستّار ہونے کی صفت کو اپنائیں تو ہم یقیناً دوسروں کی غلطیوں کو معاف کر کے ایک بہتر ماحول پیدا کر سکتے ہیں۔ خطاؤں کو نظر انداز کر کے محبّت کے سوتے پھوٹنے کا باعث بن سکتے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں:

"خدا کی ستّاری ایسی ہے کہ وہ انسان کے گناہ اور خطاؤں کو دیکھتا ہے لیکن اپنی اس صفت کے باعث اس کی غلط کاریوں کو اس وقت تک جب تک کہ وہ اعتدال سے نہ گذر جائے ڈھانپتا ہے۔ لیکن انسان کسی دوسرے کی غلطی دیکھتا بھی نہیں اور شور مچاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان کم حوصلہ ہے اور خدا تعالیٰ کی ذات حلیم و کریم ہے۔ ظالم انسان اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھتا ہے۔ اور کبھی کبھی خدا تعالیٰ کے حلم پہ پوری اطلاع نہ رکھنے کے باعث بیباک ہو جاتا ہے۔ اس وقت ذوانتقام کی صفت کام کرتی ہے اور پھر اسے پکڑ لیتی ہے۔"

اگر ہم ستّاری کی صفت کو اپنائیں تو یقیناً معاشرہ کی آپس میں محبّت مثالی ہوگی اور چھوٹی موٹی غلطیاں بھی از خود رفع ہو جائیں گی۔

شور و غوغا سے خاموشی ٹوٹ نہیں سکتی
میری جو کچھ بھی عادت ہے چھوٹ نہیں سکتی
سب لوگوں کی باتیں سُن کر چپ چپ رہتا ہوں
دُنیا میری اس راحت کو لوٹ نہیں سکتی

ابوالاقبال

ہم اُن کے بیانات کا شکوہ نہیں کرتے
جو کہتے ہیں اس بات کا شکوہ نہیں کرتے

وہ ہیں کہ گرے آنکھ سے اِک بُوند تو نالاں
اور ہم ہیں کہ برسات کا شکوہ نہیں کرتے

وہ دن کو ہم آہنگ نہیں ہوتے ضیاء سے
ہم رات کو بھی رات کا شکوہ نہیں کرتے

وہ کوستے رہتے ہیں ہر اک بزم میں ہم کو
ہم اُن کی کسی بات کا شکوہ نہیں کرتے

ماحول کی پُر امن فضا اُن پہ گراں ہے
ہم گردشِ حالات کا شکوہ نہیں کرتے

معیوب ہیں گو ان کے تکلّم کی ادائیں
ہم ان کے خیالات کا شکوہ نہیں کرتے

وہ سنگ بدست آکے مچاتے ہیں بہت شور
ہم ایسے فسادات کا شکوہ نہیں کرتے

وہ سُن نہیں سکتے جو جواب اُن کو ملے گا
ہم اُن کے سوالات کا شکوہ نہیں کرتے

مل جائیں سرِ راہ تو وہ ہوتے ہیں ناخوش
ہم اُن کی ملاقات کا شکوہ نہیں کرتے

اُن کو تو نسیم اپنی ہنسی بھی نہیں بھاتی
ہم اُن کی شکایات کا شکوہ نہیں کرتے

نسیم سیفی

"کوئی کسی طرح کے اگر غم سے چور ہو
اوروں نے دکھ دیا ہو کہ اپنا قصور ہو
وہ جھک کے اور صبر سے بخشش طلب کرے
شاید یہ آزمائشِ ربّ غفور ہو"

امۃ الباری ناصر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

وہ زمین جس میں ایک لمبے عرصہ تک ہل چلایا جاتا ہے جو مختلف قسم کی سبزیاں پیدا کرتی ہے جو مختلف قسم کے پھل اور پھول تیار کرتی ہے بیشک اس کی روئیدگی انسانی آنکھوں کو طراوت بخشتی ہے اس کے پھل انسانی غذا کے کام آتے ہیں۔ اس کے پتے جانوروں کی بھوک مٹانے کا کام دیتے ہیں مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ ایک لمبے استعمال کی وجہ سے اپنی طاقت کو کھو بیٹھتی ہے لیکن اس کے پاس کی پڑی ہوئی زمین جو ابھی استعمال میں نہیں آئی ہوتی۔ وہ اس بات کی زیادہ اہل ہوتی ہے کہ اس میں بیج بویا جائے۔ اور اس سے اعلیٰ درجہ کی پیداوار حاصل کی جائے۔ اچھا فلاح ہمیشہ اس زمین کی طرف جاتا ہے جو خالی پڑی ہو۔ اس زمین کی طرف نہیں جاتا جسے ہزاروں سال سے بویا جا رہا ہو۔ کیونکہ وہ جانتا ہے اب مجھے اس استعمال شدہ زمین سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ مجھے اگر فائدہ ہوگا تو اس زمین سے جو بظاہر بنجر ہے جو بظاہر ویران ہے۔ جو بظاہر غیر آباد ہے۔ بے شک اس پر محنت زیادہ ہوگی۔ مگر اس کی فصل دوسری زمینوں سے زیادہ بہتر ہوگی۔ نادان لوگ گاؤں کی مہنگی زمین خریدتے ہیں لیکن ہوشیار زمیندار مربعوں والی زمین خریدتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گاؤں کی زمینوں کے مالک بعض دفعہ ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو سو ایکڑ زمین اپنے پاس رکھتے ہیں مگر ان کی تہ بند پھٹی ہوئی ہوتی ہے ان کے جسم پر پوری چادر بھی نہیں ہوتی۔ لیکن ایک دوسرا شخص عمدہ لباس پہنے ہوئے ہوتا ہے۔ اچھا کھاتا پیتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ بڑے زمیندار ہیں مگر اس کے پاس صرف ایک مربع زمین ہوتی ہے حالانکہ ایک مربع کے معنے ہیں صرف ۲۵ ایکڑ۔ لیکن باوجود اس کے اس کے پاس صرف ۲۵ ایکڑ زمین ہوتی ہے اور دوسرے کے پاس چھ گنا زیادہ زمین ہوتی ہے۔ وہ عزت میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے اور ایک مربع رکھنے والا کشائش کی حالت میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ایک شخص نے عقلمندی سے وہ زمین اختیار کی جس نے اپنی طاقت خرچ نہیں کی تھی۔ اور دوسرے نے اپنے اور اپنے خاندان کے لئے اس زمین کو ترجیح دی جو اپنی طاقتوں کو کھو چکی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ زیادہ روپیہ خرچ کرنے کے باوجود وہ گھاٹے میں رہا اور تھوڑا خرچ کرنے والا فائدہ میں رہا۔ بے شک شہری لحاظ سے وہ زمین بھی مفید ہوتی ہے اور مکانوں کے لئے گراں قیمت پر فروخت ہو جاتی ہے۔ مگر جہاں تک فصل کا سوال ہے خالی پڑی ہوئی زمین زیادہ مفید ہوتی ہے اور زمیندارہ اصول بھی یہی ہے کہ جب کسی زمین سے زیادہ فائدہ اٹھانا ہوتا ہے تو اس کو کچھ عرصہ کے لئے خالی چھوڑ دیا جاتا ہے

عرب میں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی ہم جانتے ہیں کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا۔ اور پیشگوئیوں کے مطابق عرب میں ہی آپ کا مبعوث ہونا ضروری تھا۔ مگر سوال یہ ہے کہ خدا بھی اپنے سارے کام حکمت کے ماتحت کرتا ہے اسی لئے اس کا ایک نام حکیم ہے۔ یونہی بلا سوچے یا بغیر کسی حکمت کے وہ کوئی کام نہیں کرتا اور جبکہ اس کا ہر کام حکمت کے ماتحت ہوتا ہے تو ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں مبعوث کرنا کسی بہت بڑی حکمت کے ماتحت تھا اور وہ حکمت یہی تھی کہ عرب وہ ملک تھا جسے ہزارہا سال سے دنیا میں کوئی عزت کا مقام حاصل نہیں ہوا تھا۔

بے شک عربوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی آپ کی تکفیر و تکذیب کی۔ آپ کو برا بھلا کہا۔ آپ کو مٹانے کے لئے انہوں نے ہر ممکن ذریعہ اختیار کیا مگر اس کے باوجود جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آواز عرب میں گونجتی تھی کہ اے عربو! میں تمہیں دنیا کا بادشاہ بنانے کے لئے آیا ہوں تو ان کا دل جلدی جلدی حرکت کرنے لگ جاتا تھا وہ کہتے تھے یہ کیسی آواز ہے جو ہمارے کانوں میں آرہی ہے۔ پھر وہ کچھ اور سوچتے اور کہتے یہ تو وہی آواز ہے جس کے لئے ہم اپنے باپ دادا کے زمانہ سے ترستے چلے آرہے تھے۔ چنانچہ جب انہیں اپنی مخالفت بھولی، عداوت ان کے دلوں سے دور ہوئی۔ اس آواز نے ان کے قلوب میں ہیجان پیدا کر دیا اور وہ دیوانہ وار لبیک یا رسول اللہ لبیک یا رسول اللہ کہتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑ پڑے کیونکہ انہوں نے سمجھ لیا کہ ہماری ترقی کا زمانہ آگیا۔ ان کے دبے ہوئے جذبات ابھر آئے۔ ان کی دیرینہ خواہشات جوش میں آگئیں اور ہر روک کو توڑ کر وہ اس آواز دینے والے انسان کے ارد گرد جمع ہو گئے۔

مورخ لکھتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آواز پر یوں معلوم ہوتا ہے کہ عرب کا خشک صحرا سمندر بن گیا ہے۔ اس کی لہریں اٹھ اٹھ کر ہمسایہ ممالک اور پھر ان کے ساتھ والے ممالک تک پہنچیں اور ان سب کو انہوں نے اپنے زیر نگین کر لیا۔ یہ دبی ہوئی حس ہی تھی کہ ہمیں دنیا میں ترقی کرنے کا موقعہ نہیں ملا جس نے عربوں میں ایک دیوانگی پیدا کر دی۔ جنون کی کیفیت ان میں رونما ہو گئی۔ انہوں نے کہا یہ کیا ہوا کہ دنیا ترقی میں اپنا حصہ لے چکی مگر ہم اس سے محروم رہ گئے۔ تب وہ اپنے اونٹوں کی مہاریں پکڑے نکلے اور اس جوش اور دیوانگی کے ساتھ نکلے کہ قیصر و کسریٰ کی حکومتیں پاش پاش ہو گئیں اور وہ دنیا کے کناروں تک اپنی حکومت پھیلانے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ سامان تھا جو خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی اور عظمت کے لئے کیا کہ آپ کو اس ملک میں خدا تعالیٰ نے بھیجا جس ملک میں رہنے والوں کے جذبات سینکڑوں سال سے دبے چلے آرہے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ اور لوگ تو حصہ لے چکے مگر ہم اب تک محروم ہیں گویا ان کی مثال ایسی ہی تھی جیسے کہتے ہیں کہ کوئی اندھا اور سوجاکھا کھانا کھانے بیٹھے۔ اندھے نے سمجھا کہ سوجاکھا زیادہ کھانا کھا رہا ہوگا۔ کیونکہ اس کی آنکھیں ہیں اور میں اندھا ہونے کی وجہ سے اس کے مقابلہ میں کم کھا رہا ہوں۔ یہ خیال آنے پر اس نے پہلے تو جلدی جلدی کھانا شروع کر دیا۔ پھر اس خیال کے آنے پر کہ میری یہ حرکت سوجاکھے نے بھانپ لی ہوگی اور وہ بھی ضرور جلدی جلدی کھانے لگ گیا ہوگا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے کھانا شروع کر دیا۔ پھر جو خیال آیا تو ایک ہاتھ سے وہ چاول منہ میں ڈالتا اور دوسرے ہاتھ سے جھولی میں ڈالتا۔ اس پر پھر اسے خیال آیا کہ اب ضرور سوجاکھا بھی ایسا ہی کر رہا ہوگا۔ چنانچہ اب کی دفعہ اس نے تھالی اٹھائی اور کہنے لگا۔ اب میرا ہی حصہ رہ گیا ہے۔ تم اپنا حصہ کھا چکے۔ اور اس سوجاکھے کی یہ حالت تھی کہ اس نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا تھا۔ وہ اندھے کی حرکات کو دیکھ دیکھ کر ہی ہنستا جا رہا تھا کہ یہ کیا کر رہا ہے۔ عربوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ انہوں نے دنیا کی بادشاہت کی پلیٹ اٹھا کر اپنے سامنے رکھ لی اور کہا کہ تم اپنا حصہ لے چکے یہ ہمارا حق ہے۔ غرض یہ الٰہی سامان تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے اس قوم میں مبعوث کیا جو ایک لمبے عرصے سے ترقی سے محروم چلی آتی تھی اور جس کے جذبات کو دبے ہوئے تھے۔ مگر وہ ایک آواز کے منتظر تھے اس آواز کے جو انہیں دنیا کا فاتح اور حکمران بنا دے۔ ان کے دل یہ دیکھ کر کہ اور لوگ تو اپنا حصہ لیتے جاتے ہیں اور ہمیں کوئی پوچھتا بھی نہیں غصہ سے بے تاب ہو رہے تھے۔ اور تم جانتے ہو کہ انسان کا ایک ایک سال کا دبا ہوا غصہ باہر نکلے تو وہ دوسرے کو کچل ڈالتا ہے۔ پھر کیا حال ہوگا اس قوم کا جس نے صدیوں سے اپنے غصہ کو دلوں میں دبا رکھا ہو۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ایک قصہ سنایا کرتے تھے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ایک دفعہ اپنے باورچی کو محض اس جرم میں کہ کھانے میں اس نے کچھ نمک زیادہ ڈال دیا تھا ایک سو کوڑے لگانے کی سزا دی عزیز الدین ایک مسلمان ان کے وزیر تھے وہ بڑے نرم دل تھے کہنے لگے یہ بادشاہ کی شان سے بعید ہے کہ کھانے میں ذرا سا نمک زیادہ ہو جائے تو وہ اس پر چڑ کر ایک سو کوڑے لگانے کا حکم دے دے۔ مہاراجہ کہنے لگا وزیر صاحب آپ یہ خیال نہ کریں کہ میں اسے نمک کی زیادتی پر یہ سزا دے رہا ہوں۔ اس نے میرا ایک سو بکرا کھایا ہوا ہے اور ایک ایک بکرے پر ایک ایک درّے کی سزا میں اسے دے رہا ہوں۔ کھانے میں نمک کی زیادتی محض ایک بہانہ ہے اس ذریعہ سے تو مجھے اس کو گذشتہ قصوروں کی سزا دینے کا موقع مل گیا ہے۔

غرض ایک ایک دو دو سال کے جذبات اگر دبے ہوئے ہوں تو انسان پاگل ہو جاتا ہے پھر کیا حال ہوگا ان قوموں کا جنہوں نے سالہا سال سے اپنے جذبات کو دبایا ہوا تھا۔ جو سمجھتی تھیں کہ دنیا اپنا حصہ لے چکی مگر ہمارا حصہ اس نے ہمیں نہیں دیا۔ یہ دبے ہوئے جذبات قوموں کو کہیں کا کہیں پہنچا دیتے ہیں بے شک یہ جذبات خود ان کی نظروں میں بھی معین نہیں ہوتے جیسے تیتری نہیں جانتی کہ وہ پھولوں کا سا رنگ اختیار کر رہی ہے۔ فاختہ نہیں جانتی کہ وہ بھورا رنگ پیدا کر رہی ہے۔ طوطا نہیں جانتا کہ وہ سبز رنگ پیدا کر رہا ہے۔ ہرن نہیں جانتا کہ

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

آزمائش شرط ہے

بہت سی بہنیں مجھ سے سوال کرتی ہیں کہ آپ کو ڈاکٹری کرتے کرتے لکھنے لکھانے کا وقت کس طرح مل جاتا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ وقت ملتا نہیں وقت نکالا جاتا ہے۔ جو وقت ہم ہمجولیوں میں بیٹھ کر گپوں میں ضائع کر دیتے ہیں۔ وہی وقت کئی طرح کے کاموں میں صرف کیا جا سکتا ہے۔ بات صرف انتظام اور حسنِ انتظام کی ہے۔

عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ پڑھی لکھی لڑکیاں کھانا پکانا نہیں جانتیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ تعلیم ایک ایسی نعمت ہے جسے حاصل کرنے کے بعد ایک لڑکی یا ایک عورت دنیا کے ہر کام کو ایک لڑکی یا عورت سے جس نے تعلیم حاصل نہیں کی زیادہ بہتر طور پر کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ آزمائش شرط ہے۔

جس طرح کہتے ہیں کہ ؎

روٹی تو کما کھائے کسی طور مچھندر

اسی طرح میں سمجھتی ہوں کہ روٹی تو پکا کھائے گی ہر حال میں عورت۔ یعنی عورت کا کام بنیادی گھرداری کا دارومدار ہی کھانا پکانے پر ہے۔ ہر عورت بُرا بھلا ضرور پکا لیتی ہے۔ خود نہ پکا سکے تو پڑوسن سے مشورہ لے کر پکا لیتی ہے۔

کہتے ہیں ایک عورت کا میاں بھنڈیاں لے کر دے گیا اُسے پکانی نہیں آتی تھیں۔ اُس نے پڑوسن سے پوچھا کیسے پکاؤں۔ پڑوسن نے کہا دھو کر کاٹ کر مصالحہ بھون کر بھنڈیاں ڈال دو۔ تھوڑا سا پانی کا "چھینٹا" دے لینا۔ بتانے والی نفیس تھی۔ پوچھنے والی دیہاتن۔ اُس کا "چھینٹا" ڈیڑھ پاؤ پانی کا تھا۔ جب بھنڈیاں پک گئیں تو پھر دیوار پر سے پڑوسن کو بلایا اور کہنے لگی "بھنڈیاں تو پک گئیں ہیں لیکن جب چمچ مارتی ہوں تو لیس آسمان تک جاتی ہے۔" میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پکانے پکاتے آتا ہے۔ پہلے دن ہی چیز پکانی اور پھر بڑھیا طور پر نہیں آ جاتی۔ اور پھر ہاتھ کا ذائقہ بھی خداداد ہوتا ہے۔ بار بار پکانا شرط ہے اور چولہے کے پاس بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر پکانا شرط ہے۔ اگر آپ چاہیں کہ ہنڈیا بھی پکتی رہے۔ میں ڈرامہ بھی دیکھتی رہوں یا پکاتے ہوئے ساتھ کے ساتھ "افسانہ" بھی پڑھتی جاؤں پھر تو کام خراب ہوگا ہی۔

اب آپ کو میں چند پکوان بتاتی ہوں پکائیے اور داد لیجئے کیونکہ ہمارے پرنسپل خدا انہیں جنت نصیب کرے کہا کرتے تھے۔ خاوند کے دل کو جو رستہ جاتا ہے وہ اس کے معدے سے ہو کر جاتا ہے۔

انڈے مٹر کا قورمہ

اس کے لئے جو اشیاء درکار ہوں گی وہ درج ذیل ہیں۔

انڈے : چھ عدد

گھی یا کوکنگ آئل : آدھی پیالی

مٹر : ایک پاؤ

ادرک : دو انچ کا ایک ٹکڑا

سبز مرچ : تین عدد

ٹماٹر : ایک پاؤ

پسی ہوئی سرخ مرچیں، نمک، ہلدی حسبِ ذائقہ۔

پیاز : ایک پاؤ۔ لہسن دو جوئے (چھیل کر سل پر باریک پیس لیں)۔

فرائینگ پین میں تھوڑا سا گھی ڈال کر مٹر فرائی کر لیں۔ اور علیحدہ نکال لیں۔ اس گھی میں باری باری ایک ایک کر کے انڈا توڑ کر فرائی کر لیں ہاف فرائی نہ ہو بلکہ اچھی طرح پک جائے تو ایک پلیٹ میں نکال لیں۔ اب باقی گھی میں باریک کٹے ہوئے پیاز بادامی کر لیں۔ لہسن پسا ہوا ٹماٹر کٹے ہوئے اور ہلدی، نمک ڈال کر خوب بھونیں۔ جب بھن جائے تو تھوڑا پانی ڈال کر اچھی طرح گلائیں۔ اور آخر میں پسی ہوئی سرخ مرچیں ڈال کر بھونیں اور گاڑھا قورمہ جیسا شوربہ تیار ہو جائے تو اس میں فرائی انڈے ایک ایک کر کے ڈال دیں۔ ایک منٹ کے بعد فرائی مٹر بھی ڈال دیں۔ اس کے دو منٹ بعد کتری ہوئی ادرک کی ہوائیاں ملائیں۔ سب سے آخر میں سبز باریک کتری ہوئی مرچیں اور تھوڑا سا پسا ہوا گرم مصالحہ ڈال کر دو منٹ تک ہلکی آنچ پر رہنے دیں۔ آپ ٹماٹر کی جگہ دہی کا بھی استعمال کر سکتی ہیں۔ یہ سب پکانے میں صرف پندرہ منٹ درکار ہوتے ہیں۔ اور عام طور پر یہ ایسی چیزیں ہیں جو ایک عام گھر میں ہر وقت موجود ہوتی ہیں۔ انڈے کا آملیٹ کھا کھا کر "تنگ آئے ہوئے لوگ یا بچے بھی اسے شوق سے چھلکے کے ساتھ کھا کر خوش ہوں گے۔

خشک مصالحے والی بھنی ہوئی مچھلی

اس طرح تیار کی ہوئی مچھلی سہ پہر کی چائے کے ساتھ بہت مزہ دیتی ہے۔ اور یہ مچھلی بغیر لہسن، پیاز اور ٹماٹر کے بنتی ہے۔ یعنی آپ یہ مصالحہ بنا کر رکھ لیں۔ اور مچھلی فریزر میں موجود ہو تو دس منٹ میں مہمان کو پیش کر سکتی ہیں۔

اشیاء :۔

مچھلی باریک قتلے کی ہوئی آدھ کلو (نمک لگا کر رکھیں۔ دس منٹ بعد دھو دیں اور کپڑے پر رکھ کر سکھا لیں)

نمک ایک چائے کا چمچہ

سرخ مرچ پسی ہوئی ایک چائے کا چمچ

سیاہ پسی ہوئی مرچ آدھا چمچ چائے کا۔

سفید زیرہ (توے پر گرم کر کے پسا ہوا) ایک چائے کا چمچ۔

انار دانہ خشک تین چائے کے چمچ۔ یہ بھی پسا ہوا۔

سب ملا کر علیحدہ رکھ لیں۔

کوکنگ آئل، آدھ کلو۔

ترکیب :۔ کوکنگ آئل کو اچھی طرح گرم ہوتے دیں۔ جب کڑکڑانے لگے تو اس میں بہت احتیاط کے ساتھ مچھلی کے قتلے ایک ایک کر کے ڈالیں۔ اور کفگیر سے الٹتی رہیں۔ آنچ اس طرح رکھیں کہ مچھلی کے قتلے فوراً ہی اوپر سے جل نہ جائیں تو پلیٹ میں نکال لیں۔ اب ایک فرائینگ پین میں اسی کڑھائی میں سے تیل لے کر قدرے تیز آنچ پر رکھ دیں۔ اس دوران مچھلی کے قتلوں پر چمچ کی مدد سے مصالحہ جو تیار کیا ہے پھیلا دیں۔ جو تیل فرائینگ پین میں کڑک رہا ہے اُسے سالن نکالنے والے چمچ کی مدد سے تھوڑا تھوڑا کر کے مچھلی کے قتلوں پر ڈالیں۔ مصالحہ اس کڑکڑاتے ہوئے تیل کی مدد سے پک جائے گا۔ اب مچھلی کے قتلوں کو کانٹے FORK کی مدد سے دوسری ڈش میں یا پلیٹ میں نکال لیں اور مہمانوں کو گرم گرم چائے یا لیموں والی بغیر دودھ کی چائے کے ساتھ پیش کریں۔ اگر پنیر ساتھ شامل ہو تو کیا کہنے۔

اس مچھلی کی ترکیب بتاتے ہوئے دو محترم ڈاکٹر یاد آ گئے۔ ڈاکٹر محمد احمد صاحب اور ڈاکٹر عبدالعزیز سندھی صاحب جب میں فضل عمر ہسپتال کے فیملی کوارٹر میں رہتی تھی جو ہسپتال کے دفتر کے اوپر تھا۔ تو جب کبھی میں یہ مچھلی پکاتی تھی خوشبو نیچے جاتی تو اوپر آ جاتے اور کہتے لیڈی ڈاکٹر صاحبہ آپ بلائیں نہ بلائیں ہم تو آپ کی پکائی ہوئی مچھلی کھانے ضرور آئیں گے۔ بہت خوش ہو کر کھاتے اور کہتے۔ "کیسے پکاتی ہیں"۔ پھر وہی کیسے ؟ ؟ ۔ تو اُن کو تو میں کہتی تھی "آپ ضرور کھائیں جب پکاؤں گی آپ کو بھی کھلاؤں گی لیکن آپ کو میں نے بتا دیا کہ کیسے پکاتے ہیں اب آپ پکائیے اور ٹیسٹ کرانی ہو کہ اچھی پکی ہے یا نہیں تو تھوڑی سی مجھے بھجوا دیجئے۔ مفت بغیر فیس کے ٹیسٹ کر کے بتا دوں گی کہ اچھی پکی ہے یا نہیں۔

آلو کا زردہ

اس میں زیادہ مہارت کی ضرورت ہے ایک دو بار پکانے سے ٹھیک پکنے لگے گا۔

اشیاء :۔ آلو آدھ کلو۔ زردہ رنگ تھوڑا سا۔ چینی ایک پاؤ (یہ آپ کی مرضی ہے کم یا زیادہ بھی حسبِ ذائقہ ڈال سکتی ہیں۔ گھی ایک پاؤ۔ الائچی چھوٹی چند دانے پسے ہوئے۔

آلو دھو کر چھیل کر کدوکش کر لیں۔ بہت تھوڑے پانی میں زردہ رنگ ملا کر چولہے پر چڑھا دیں۔ جب پانی پکنے لگے تو آلو ڈال دیں اور فوراً ہی اتار لیں۔ پانی خشک ہو جانا چاہیئے اور آلو گلے نہ ہوں کہ اتار لیں۔ اب ایک چوڑے منہ کی دیگچی میں تیل اور الائچی کڑکڑائیں۔ آدھا کپ پانی ڈال کر چینی بھی ڈال دیں جب چینی گھل جائے تو آلو چینی والے قوام میں ڈال دیں اور کانٹے سے ہلائیں۔ آنچ ہلکی کر دیں یا دم لگا دیں۔ پانچ منٹ کے لئے۔ دم سے اتارنے کے بعد پلیٹ میں نکال لیں۔ بعد میں اوپر پستہ اور بادام کی ہوائیاں چھڑک دیں۔ ورق بھی لگا سکتی ہیں۔ اگر چاہیں تو تازہ بالائی سے ڈش پر ڈریسنگ کر دیں یا ویسے بالائی بغیر چینی کے پھینٹ کر میز پر اس ڈش کے ساتھ رکھ دیں۔ اگر زیادہ وقت ہے تو آدھے آلو سبز کھانے والے رنگ میں رنگ لیں اور دو رنگ کا حلوہ ایک ہی ڈش میں پیش کر دیں۔

(ماہنامہ مصباح ربوہ جنوری ۱۹۹۰ء)

حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) فرماتے ہیں

"باہم محبت بڑھاؤ اور بغضوں کو دُور کر دو اور یہ محبت بڑھ نہیں سکتی جب تک کسی قدر صبر سے کام نہ لو اور یاد رکھو صبر والے کے ساتھ خدا خود آپ ہوتا ہے۔ اس واسطے صبر کنندہ کو کوئی ذلت و تکلیف نہیں پہنچ سکتی۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رشید احمد تنویر

ربوہ سے گوجرانوالا سائیکل سفر

محلہ دارالنصر غربی ربوہ کے سولہ نوجوانوں نے یکم مارچ تا ۴ مارچ ۱۹۹۱ء ربوہ سے گوجرانوالہ کا سائیکل سفر کیا۔ یہ ایک دلچسپ اور یادگار سفر تھا۔

پہلا دن

یکم مارچ کی صبح ساڑھے سات بجے دعا کے ساتھ ہمارے سفر کا آغاز ہوا۔ بیس ۲۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے سائیکل چلاتے ہوئے تقریباً دس ۱۰ بجے ہم چنڈی بھٹیاں پہنچے۔ یہ ہمارا پہلا سٹاپ تھا۔ یہاں پر چائے وغیرہ پی گئی۔ اس کے بعد ہم پھر اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ سائیکلوں پر سفر کرنا کچھ عجیب لگ رہا تھا۔ لیکن اس میں اس قدر دلکشی تھی کہ ہم باقی سب باتیں بھلا کر اسی دلکشی میں کھوئے جا رہے تھے۔ ہمارے ساتھ ساتھ ایک بند ہمسفر تھا جو کہ اس سڑک کے ساتھ ساتھ چلا جاتا ہے۔ اسے دریائے چناب کی طغیانیوں سے محفوظ رہنے کے لئے تعمیر کیا گیا ہے۔ لہذا سفر کے دوران ایک طرف تو یہ بند تھا اور دوسری طرف ہرے بھرے تاحدِ نگاہ پھیلے ہوئے میدان اور کھیت۔ اس پرلطف سفر کا اختتام تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد جلال پور بھٹیاں پر ہوا۔ یہاں پر تمام نوجوانوں نے مل کر دوپہر کا کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد نماز جمعہ اور نماز عصر ادا کی گئیں۔ تقریباً پونے دو ۲ بجے سفر دوبارہ شروع ہو گیا۔ اس مرتبہ تمام خدام دو دو کی صورت میں سائیکل چلا رہے تھے۔ ساڑھے تین بجے تک مسلسل سفر کرتے ہوئے ہم حافظ آباد پہنچے۔ یہاں احمدیہ بیت الذکر میں تقریباً ایک گھنٹہ تک آرام کیا گیا۔ وہاں کے قائد صاحب نے سب کو چائے پلائی۔ وہاں سے ساڑھے چار بجے ہم روانہ ہوئے۔ ایک مقامی نوجوان سیف اللہ صاحب راہنمائی کے لئے ساتھ لے لئے گئے۔ وہ ہمیں ایک بہت بڑی نہر (Q-B-LINK) جو کہ دریائے چناب اور دریائے راوی کو ملاتی ہے۔ پر چھوڑ کر اور ہمیں ہماری منزل "جارسر چٹھہ" کا راستہ بتا کر واپس چلے گئے۔

نہر پر ایک چھوٹا سا پل بنا ہوا تھا۔ وہ جگہ سب کو بہت پسند آئی لہذا وہاں چند گروپ فوٹو بنائے گئے۔ آگے سارا راستہ نہر کے کنارے کنارے طے کرنا تھا۔ یہ راستہ کچا تھا اور چاروں طرف ویرانی سی چھائی ہوئی تھی۔ نہر کے دونوں اطراف اونچے اونچے ٹیلے تھے۔ جن کی بلندی اگر کبھی کبھی کم ہوتی تھی تو ان کے دوسری طرف ہرے بھرے کھیت نظر آجاتے تھے۔ اب تمام چہروں پر تھکن کے آثار نظر آرہے تھے لیکن منزل کے قریب سے قریب تر آتے جانے کے خیال سے تمام خدام مگن اور تیز رفتاری کے ساتھ سائیکل چلا رہے تھے۔ رفتار اس لئے بھی تیز رکھنی پڑ رہی تھی کہ سورج غروب ہونے کو تھا اور آگے سارا راستہ کچا تھا۔ نہر کے کنارے کنارے سورج ڈوبنے کا منظر بڑا دلفریب تھا مگر ہم سب تھکاوٹ کی وجہ سے دل گرفتہ تھے آخر کار بفضل تعالیٰ بغیر کسی رکاوٹ کے رات سات بجے کے قریب ہم اپنی منزل "جارسر چٹھہ" پہنچ گئے۔ وہاں بڑی بے چینی سے ہمارا انتظار ہو رہا تھا۔ بڑے پرتپاک انداز سے ہمارا استقبال کیا گیا۔ وہاں بیت الذکر کے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا مہمان خانہ بنا ہوا تھا اس میں سب کے لئے علیحدہ علیحدہ بستر لگے ہوئے تھے۔ اس وجہ سے ہماری آدھی تھکاوٹ تو دور ہو گئی۔ کچھ دیر بعد ہمیں بڑا پرتکلف کھانا کھلایا گیا۔ نمازوں کے بعد سب آرام کرنے کے لئے اپنے اپنے بستروں میں گھس گئے۔ اس طرح ہمارے پہلے دن کے سفر کا اختتام ہوا جو کہ تقریباً ۱۶۰ کلومیٹر پر محیط تھا۔

دوسرا دن

ہمارے سفر کے دوسرے دن کی صبح بادلوں کے ساتھ طلوع ہوئی نماز اور ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد تقریباً پونے دس ۱۰ بجے وہاں سے دعا کے ساتھ اور شکریے کے ساتھ قائد صاحب مقامی مکرم سرفراز احمد چٹھہ صاحب سے اجازت لی۔ ایک مرتبہ پھر ہمارا سفر شروع ہو گیا۔ اب ہم لوگ قادر آباد بیراج جانا چاہتے تھے۔ تقریباً ۸ کلومیٹر کا فاصلہ کچے راستے پر طے کر کے ہم ایک سڑک تک پہنچے، وہاں سے مزید ۷ کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے ہم قادر آباد بیراج پر پہنچ گئے۔ آج کے سفر کے دوران مسلسل بارش بھی ہو رہی تھی مگر ہم سب بارش سے بے پرواہ ہو کر اس خوبصورت موسم سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ بیراج بہت ہی بڑا تھا۔ اس کی تعمیر بہت ہی خوبصورت اور اعلیٰ انداز میں کی گئی تھی۔ وہاں بہت سے لوگ بیراج دیکھنے آئے ہوئے تھے۔ یہ بیراج دریائے چناب پر واقع ہے۔ جہاں سے اس میں سے نہر نکالی گئی ہے دریا میں سے پانی کا نہر میں جانے کا منظر بہت دلکش معلوم ہوتا ہے۔ ایک تسلسل کے ساتھ پانی بڑے زور سے نہر میں گرتا ہے اور وہاں پہلے سے موجود پانی کے ساتھ ٹکرا کر واپس پلٹتا ہے جس سے بڑے زور کی آواز پیدا ہوتی ہے اور پانی میں بڑی بڑی لہریں اٹھتی ہیں، وہاں سے پلٹ کر پانی جب نہر کی طرف لوٹتا ہے تو پرسکون حالت میں اپنی اگلی منزل کی طرف گامزن ہو جاتا ہے شاید وہ جان جاتا ہے کہ اب اس کی واپسی ناممکن بنا دی گئی ہے۔ یہاں پر آکر انسان کھو سا جاتا ہے، دریا کے کنارے کنارے دور تک پھیلے ہوئے جنگلات "جن میں شیشم کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں" بڑے دلکش نظارے پیش کرتے ہیں۔ ایک طرف تو بیراج کی بڑی بڑی "ہیوی" مشینیں ہیں جو کہ انسان کے دماغ کی عظیم وسعتوں کا پتہ دیتی ہیں اور دوسری طرف چار جانب پھیلے ہوئے قدرتی نظارے ہیں جو کہ خدائے بزرگ و برتر کی لامحدود صناعی کا شاہکار ہیں غرض اس خوبصورت جگہ کا تذکرہ تو جتنا بھی کیا جائے اتنا ہی کم ہے مگر چونکہ بقیہ سفر کا حال بھی بیان کرنا مقصود ہے لہذا ہم وہیں واپس چلتے ہیں جہاں سے یہ تسلسل ٹوٹا تھا۔ اس دریا پر تقریباً ایک کلومیٹر لمبا پل بھی تعمیر کیا گیا ہے جو کہ دو ۲ اضلاع کو ملاتا ہے۔ اس لئے ہم نے سوچا کہ اس موقع سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا جائے اور دریا پار کر کے ضلع گوجرانوالہ سے ضلع گجرات کیوں نہ جایا جائے۔ چنانچہ دریا کا پل پار کر کے ہم لوگ ضلع گجرات میں آگئے۔ یہاں کا کنارہ بھی اسی طرح سرسبز تھا۔ درختوں میں گھری ہوئی ایک صاف ستھری جگہ پر والی بال کا نیٹ لگا ہوا تھا۔ مقامی لوگوں کی اجازت سے کچھ دیر ہم لوگ والی بال کھیلے۔ تقریباً پونے بارہ ۱۲ بجے ہم وہاں سے علی پور چٹھہ کے لئے روانہ ہوئے۔ تقریباً پونے ایک بجے دوپہر ہم بارہ ۱۲ کلومیٹر کا سفر طے کر کے علی پور چٹھہ پہنچے۔ سفر کے دوران چونکہ وقفے وقفے سے بارش ہوتی رہی تھی اس لئے ہم بھیگے ہوئے تھے۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد ہمیں مربی صاحب علی پور چٹھہ مکرم منصور احمد زاہد صاحب کا گھر مل گیا۔ مربی صاحب نے بڑے پرتپاک انداز سے ہمارا استقبال کیا۔ سامان وغیرہ رکھوا کر مربی صاحب ہمیں کھانے کے لئے باہر لے گئے۔ کھانا کھا کر مربی صاحب اور ایک خادم شمس صاحب کے ساتھ ہمیں شہر کی سیر کے لئے لے جایا گیا۔ اس شہر میں سکھوں کے زمانے کی چند یادگاریں رہ گئی ہیں۔ پرانے شہر کے گرد کسی زمانے میں دیوار رہی ہو گی کیونکہ ہمیں ایک بہت بڑے دروازے کے پاس لے جایا گیا جو کہ بذات خود ایک بڑی عمارت کی شکل میں تھا۔ اس کے دونوں طرف سے سیڑھیاں اوپر جانے کے لئے جاتی تھیں ہم لوگ اوپر چڑھے، وہاں سے دور دور کی آبادی نظر آتی تھی۔ کیونکہ ہم سولہ کے سولہ اور ساتھ مربی صاحب اور شمس صاحب بھی تھے لہذا بطور احتجاج چھت کانپنے لگی۔ اس لئے ہم جلدی جلدی نیچے اتر گئے۔ وہاں سے ہمیں ٹیلیفون ایکسچینج کی عمارت میں لے جایا گیا۔ تقریباً بیس ۲۰ منٹ ہم نے ایکسچینج کی عمارت میں گزارے اور اپنی معلومات میں اضافہ کیا۔ باہر نکلے تو پتہ چلا کہ بوندا باندی شروع ہو چکی تھی۔ سہ پہر تقریباً تین بجے شمس صاحب کے گھر پہنچے۔ وہاں پہنچنے پر خلوص بھری چائے جو ہمارا انتظار کر رہی تھی پلائی گئی۔ اس کے بعد مربی صاحب کے ساتھ واپس ان کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ یہاں پر نماز ظہر و عصر اکٹھی ادا کی گئیں۔ نماز کے بعد بعض خدام نے آرام کا فیصلہ کیا اور بعض خدام شمس صاحب کے ساتھ شہر کے مضافات کی طرف نکل گئے۔ راستہ میں تھوڑی دیر کے لئے ہم ایک فیکٹری میں بھی گئے۔ پون گھنٹہ پہلے مقامی لڑکوں کے ساتھ مختصر سا کرکٹ کا میچ بھی کھیلا گیا۔ شام کو ایک چھوٹی سی محفل کا اہتمام کیا گیا۔ سب سے پہلے ایک پروفیسر انور صاحب نے اپنی زندگی کے واقعات کہ وہ کس طرح احمدی ہوئے۔ بیان کئے۔ انہوں نے چند واقعات سے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ذکر کیا۔ جس سے ایمان کو بڑی تقویت ملی۔ اس کے بعد مربی صاحب سے چند سوالات کئے گئے جن کے مربی صاحب نے بڑی وضاحت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ساتھ جوابات دیئے۔ اس طرح رات تقریباً ساڑھے دس ۱۰ بجے سب سو گئے۔

تیسرا دن

صبح پانچ بجے بیداری شروع ہوئی اور ساڑھے پانچ بجے تک تمام ساتھی بیدار ہو گئے۔ نماز فجر ادا کی گئی۔ اس کے بعد مربی صاحب نے بڑا پر تکلف ناشتہ کروایا تقریباً ساڑھے نو بجے صبح مربی صاحب سے شکریہ کے ساتھ ہم نے اجازت لی اور مربی صاحب کے دعا کروانے کے بعد سب لڑکوں نے مربی صاحب اور قائد صاحب مقامی مکرم محمود احمد صاحب سے مصافحہ کیا اور سفر پہ روانہ ہو گئے۔ آسمان پر بادل تھے لیکن بارش نہیں ہو رہی تھی تقریباً ۴۰ منٹ کے آہستہ سفر کے بعد ہم "ورپال بنگلہ" پہنچے۔ یہ جگہ علی پور چٹھہ سے تقریباً نو ۹ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں ہمیں ایک سرکاری بنگلہ میں ٹھہرنا تھا۔ یہاں پر آکر بالکل اپنے گھر جیسا ماحول ملا۔ لہذا ہماری ساری تھکاوٹ دور ہو گئی۔ یہاں تقریباً ایک گھنٹہ ٹھہر کر ہم گوجرانوالہ کے لئے روانہ ہوئے۔ تقریباً ۴۰ کلومیٹر کا سفر طے کر کے دن کے ڈیڑھ بجے کے قریب ہم گوجرانوالہ پہنچ گئے۔ اس وقت مطلع صاف تھا وہاں دوپہر کا کھانا کھایا گیا۔ اس کے بعد ہم ایک خادم کی سرکردگی میں امیر پارک کی احمدیہ بیت الذکر میں پہنچے۔ وہاں پر نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔ خدام سے اجازت لے کر ہم وہاں کے ایک رہائشی احمدی بزرگ صوفی بشیر احمد صاحب کے گھر پہنچے جنہوں نے چائے کے ساتھ ہماری تواضع کی۔ چائے سے فارغ ہونے کے بعد ساڑھے چار بجے کے قریب ہم لوگ گوجرانوالہ میں بنے ہوئے گلشن اقبال پارک میں پہنچے۔ پارک بہت ہی خوبصورت بنا ہوا تھا لہذا کافی دیر ہم لوگ وہاں گھومتے رہے۔ یہاں پر تمام لڑکوں نے انفرادی اور اجتماعی فوٹو بنوائے۔ وہاں پر چھوٹی سی خوبصورت ٹرین تھی اس کی سواری بھی کی گئی۔ سب سے آخر پر چائے پی گئی۔ یہ مقام یعنی گوجرانوالہ شہر ہمارے سفر کی آخری منزل تھی۔ یہاں سے ربوہ کو واپسی ہونی تھی۔ چنانچہ تقریباً ساڑھے سات بجے "ورپال" کی طرف واپسی ہوئی۔ سب خدام ایک لمبی قطار کی صورت میں سائیکل چلا رہے تھے۔ اس مرتبہ رفتار بھی خاصی تیز رکھی گئی۔ کچھ ہی دیر میں بارش شروع ہو گئی۔ بارش کبھی آہستہ اور کبھی تیز ہو جاتی اور اس کے ساتھ ساتھ ہم بھی کبھی آہستہ اور کبھی تیز ہو جاتے تقریباً سوا گھنٹے کی طوفانی سائیکلنگ کے بعد ہم لوگ "ورپال بنگلہ" پہنچ گئے۔ یہاں پر ہمارے میزبان مکرم کلیم اللہ ملہی صاحب تھے۔ تقریباً آدھا گھنٹہ کے انتظار کے بعد رات کا کھانا کھایا گیا۔ کھانا بڑا ہی پر تکلف تھا مگر ہم میں سے کوئی بھی تکلف نہیں برت رہا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر چائے پی گئی جس کی کہ اس سفر میں ہم بار بار ضرورت محسوس کر رہے تھے۔

چوتھا اور آخری دن

صبح پانچ بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک بیداری ہوتی رہی۔ جب سب وضو وغیرہ سے فارغ ہو چکے تو نماز فجر ادا کی گئی۔ اس کے بعد کچھ لڑکے اردگرد کے علاقے میں پھیلے ہوئے سرسبز لہلہاتے کھیتوں میں ٹہلنے چلے گئے۔ ناشتے کے بعد سب نے واپسی کے سفر کے لئے تیاری کرنی شروع کر دی۔ جب سب تیار ہو چکے تو وہاں کے کچھ مناظر محفوظ کرنے کے لئے چند فوٹو کھینچے گئے۔ تقریباً دس بجے دعا کے ساتھ چار چار کی ٹولیوں میں واپس ربوہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس مرتبہ ہم نے ایک نیا راستہ اختیار کیا جو کہ ہمیں ایک سنگل روڈ پر کرنا تھا۔ ہمارا پہلا سٹاپ جلال پور بھٹیاں ہونا تھا اس سفر کے دوران بہت کم آبادی سے واسطہ پڑا، البتہ حدِ نگاہ تک چار جانب سرسبز کھیت لہلہا رہے تھے جن میں زیادہ تر گندم کے کھیت تھے۔ ہم سب کے دل اس خوشی سے خدا کی حمد کے ترانے گا رہے تھے کہ ہم اپنے کامیاب سفر کے بعد آج شام تک اپنے پیارے شہر ربوہ واپس پہنچ رہے ہیں۔ تقریباً ساڑھے تین گھنٹے کے سفر کے بعد دوپہر ڈیڑھ بجے ہم "جلال پور بھٹیاں" پہنچے۔ اب تک ہم تقریباً ۶۵ کلومیٹر کا سفر طے کر آئے تھے۔ یہاں چائے وغیرہ پی گئی۔ یہاں سے پنڈی بھٹیاں کا سفر تقریباً ۲۶ کلومیٹر تھا جو کہ ہم نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں طے کر لیا۔ جلال پور بھٹیاں سے ہم پھر اسی سڑک پر آ گئے تھے جس پر جاتی دفعہ ہم سفر کر چکے تھے۔ پنڈی بھٹیاں پہنچ کر دوپہر کا کھانا کھایا گیا۔ شہر سے باہر نکل کر ایک کھلی جگہ پر نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔ اور وہ نظارہ کتنا بھلا لگ رہا تھا جب لوگ حیرانی سے اس جماعت کو دیکھ رہے تھے جو کہ اپنے خدا کے حضور سجدہ ریز تھی۔ نماز کے بعد سفر پھر شروع ہوا۔ اور تیس ۳۰ کلومیٹر کے سفر کے بعد ہم چنیوٹ پہنچے۔ اب صرف نو ۹ کلومیٹر کا سفر باقی رہ گیا تھا گزرتی ہوئی جگہیں تو مانوس سی تھیں مگر سخت تھکاوٹ کی وجہ سے اور جان سے پیارا شہر قریب آ جانے کی وجہ سے کوئی ان کی طرف دھیان نہیں دے رہا تھا، اس دوران وہ منظر کتنا دلفریب اور یادگار تھا جب ہم لوگ آخری زور لگاتے ہوئے دونوں پلوں کی چڑھائی طے کر رہے تھے، ان پلوں کی چڑھائی بہت طویل تھی یا شاید ہمیں بھی اس کی طوالت کا احساس شدت سے ہو رہا تھا۔ کیونکہ ہمارے پاس سے جو گاڑیاں گزر جاتی تھیں وہ تو چند سیکنڈز میں ہی نظروں سے اوجھل ہو جاتی تھیں اور اگلے پل پر نظر آنے لگ جاتی تھیں۔ المختصر بفضل تعالیٰ سات بجے کے قریب ہم ٹلکا اڈہ پر پہنچ گئے۔ یہاں چائے پی گئی۔ یہاں سے ایک مرتبہ پھر سب ایک قطار میں ہو گئے۔ درمیانی رفتار سے سائیکلنگ کرتے ہوئے پیارے شہر ربوہ کے بازاروں میں سے ہوتے ہوئے ہم اپنے محلہ دارالنصر غربی واپس پہنچ گئے۔

اس طرح ہمارے چار ۴ دن کے سفر کا اختتام ہوا۔ اس سفر سے بہت تجربات ہوئے اور ہم نے بہت کچھ سیکھا۔ ان چار دنوں میں ہم نے تقریباً تین سو ساٹھ کلومیٹر کا سفر طے کیا۔ اس سفر میں مندرجہ ذیل خدام و اطفال نے شرکت کی۔

۱۔ مکرم نعیم اللہ خان ملہی زعیم حلقہ و امیر قافلہ
۲۔ رشید احمد تنویر سیکرٹری پروگرام سائیکل سفر
۳۔ نعیم الدین بھٹی صاحب
۴۔ میاں وسیم احمد صاحب
۵۔ خلیل انور صاحب
۶۔ خواجہ سعید احمد صاحب
۷۔ کبیر اختر صاحب
۸۔ طاہر اقبال سلونی صاحب
۹۔ حفیظ احمد صاحب
۱۰۔ ظہیر احمد صاحب نائب امیر قافلہ
۱۱۔ مقبول احمد مہار صاحب۔
۱۲۔ مکرم راجہ مقبول احمد صاحب
۱۳۔ راجہ مقصود احمد صاحب
۱۴۔ ثناء اللہ صاحب
۱۵۔ صلاح الدین یوسف صاحب
۱۶۔ محمود احمد صاحب (طفل)

بقیہ : صفحہ ۳ سے آگے

وہ بھوسلا رنگ پیدا کر رہا ہے لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ایک مخفی اثر اپنے ماحول کا ہر چیز پر پڑتا ہے۔ اسی طرح انسان اس رنگ میں رنگین ہوتا جاتا ہے جو اس کا ماحول اس کے لئے پیدا کرتا ہے اگر ہرن کی زبان ہوتی اور کوئی شخص اس سے پوچھتا کہ کیا تم کوئی رنگ پیدا کر رہے ہو تو وہ نہیں بتا سکتا تھا کہ میں بھوسلا رنگ پیدا کر رہا ہوں لیکن اس کی یہ خواہش کہ میں صحرا کی ریتوں میں چھپ جاؤں خود بخود اس کے اندر ایک رنگ پیدا کر دیتی ہے جسے وہ خود بھی نہیں سمجھ سکتا۔ سرخ پھولوں میں رہنے والی تیتری اگر اس کی زبان ہوتی تو یہ نہیں کہہ سکتی تھی کہ میں سرخ رنگ پیدا کر رہی ہوں۔ مگر اس کی یہ خواہش کہ میں سرخ پھولوں میں چھپ جاؤں خود بخود اس کے پروں میں سرخ رنگ پیدا کر دیتی ہے ایک سبز رنگ کا طوطا اگر اس کی زبان ہوتی یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ میں سبز رنگ پیدا کر رہا ہوں۔ لیکن اس کی یہ خواہش کہ میں سبز رنگ کے پتوں میں چھپا رہوں خود بخود اس کے جسم پر سبز رنگ پیدا کر دیتی ہے اسی طرح وہ جاہل اور وحشی اقوام جو متمدن دنیا سے علیحدہ ہیں جو حکومت سے محروم ہیں جو دنیا سے فائدہ نہیں اٹھا رہیں گو اپنی زبان سے نہ کہہ سکیں کہ وہ اس ماحول سے کوئی اثر قبول کر رہی ہیں مگر ان کی دبی ہوئی خواہشات ان کے جسم پر ایک رنگ پیدا کرتی چلی جاتی ہیں۔ وہ دیکھتی ہیں کہ ہماری نسل کے بعد نسل پیدا ہوئی مگر دنیا نے ہمارا حق ہم کو نہ دیا۔ ہمارا حق اس نے چھین لیا۔ ہماری دولت اس نے چھین لی ہماری تعلیم اس نے چھین لی۔ اب ہمارا کام یہ ہے کہ ہم دنیا پر چھا جائیں اور اس سے اپنا حق واپس لیں۔ یہ وہ تاثر ہے جو اس ماحول کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی وہ تاثر ہے جو اقوام کو فاتح بنایا کرتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسی قوم میں آئے جو مہذب سمجھی جاتی تھی جو تعلیم یافتہ تھی جو دنیا میں ترقی کی دوڑ میں اپنا حصہ لے چکی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے حواریوں کو تین سو سال تک محنت اور تگ و دو کرنی پڑی لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ایسی قوم میں آئے جو مظلوم تھی۔ جو ترقی سے محروم تھی جو دیکھتی تھی کہ اور قومیں تو آگے نکل گئیں مگر ہم پیچھے رہ گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ موسیٰؑ کی آواز پر وہ یکدم آپ کے گرد اکٹھے ہو گئے کیونکہ ان کی فطرتیں پکار رہی تھیں کہ ہماری ترقی کا وقت آ گیا ہے۔ جب ان کی فطرت کی آواز خدائی آواز کے ساتھ مل گئی تو انہوں نے دنیا کو روند ڈالا اور اپنا حق لوگوں سے حاصل کر لیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفین نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے ۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں ۔

چوہدری رضوان احمد ابن چوہدری
ناصر محمود ۔ گجرات

مفلحہ ارشد بنت محمد ارشد
تارڑ ۔ کوٹ تارڑ

سعدیہ منور بنت منور
احمد چوہدری ۔ امریکہ

اسرار احمد ابن وقار احمد
چک 182/9-L ضلع ساہیوال

عثمان احمد ابن محمد احمد انور
ربوہ

مجتبیٰ احمد خان رازق ابن
ریاض احمد خان ۔ ربوہ

حارث احمد ابن نوید احمد
کراچی

محمد عمیر طاہر ابن ڈاکٹر رفیع
احمد طاہر ۔ سانگلہ ہل

شیخ فاتح الدین ابن شیخ
حبیب اللہ ۔ ربوہ

محمد یحییٰ ابن محمد یوسف ججہ
صابو بڈھیار ضلع سیالکوٹ

وقاص احمد ابن میاں وسیم
احمد ۔ وزیر آباد

انس طاہر ابن پروفیسر چوہدری
محمد سمیع طاہر ۔ کھاریاں

رضوان احمد ابن نعیم احمد
شاہین ۔ لاہور

محمد انصر ساہی ابن محمود
احمد ساہی ۔ گجرات

حمزہ غفار ابن غفار احمد
ربوہ

محمد فواد ابن محمد یوسف ججہ
صابو بڈھیار ضلع سیالکوٹ

مرزا زبیر ارشد ابن مرزا
محمد ارشد ۔ ربوہ

شہزاد احمد فرخ ابن زاہد
پرویز ۔ دارالعلوم ربوہ

عبدالقیوم ابن عبداللطیف
داجل ضلع راجن پور

شاہد احمد وحید ابن وحید
احمد ۔ پیر محل

نوید احمد مظہر ابن ملک منور
احمد قمر کھوکھر ۔ ربوہ

مزمل احمد جوئیہ ابن ناصر احمد
ٹھٹھہ جوئیہ ضلع سرگودھا

مرزا محمد انصر ابن مرزا محمد
اکبر ۔ ربوہ

حمود الرحمٰن قیصر ابن محمد شفیق
قیصر ۔ بہاولپور شہر

رضوان احمد ابن چوہدری
فیض احمد ۔ دھدرا

عابد احمد مظفر ابن
عبدالغفور ۔ کنری ، سندھ

مشہود آصف ابن محمود
اسمٰعیل آصف ۔ ربوہ

مریم صدیقہ بنت محمد ابراہیم
چک 5 ع گولارچی سندھ

ظہیر احمد محمود ابن بشیر احمد
ربوہ

محمد یحییٰ ابن چوہدری مظفر
احمد ۔ راولپنڈی

ہما بنت منیر احمد صاحب
بھروانہ ۔ اسلام آباد

طاہرہ علی بنت ہدایت
علی شاہد ۔ شیخوپورہ

خرم شہزاد ابن مبشر احمد
ربوہ

وحید احمد ابن جاوید احمد
جاوید ۔ خوشاب شہر

بشارت احمد شہزاد ابن مبارک
احمد کاٹھگڑھی ۔ ربوہ

شیخ مجیب اللہ ابن شیخ
حبیب اللہ ۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کفالت یکصد یتامیٰ

جو دوست یتامیٰ کی خبر گیری اور کفالت کے خواہش مند ہوں وہ ایک یتیم کی کفالت کے مجملہ اخراجات ادا کر کے اس بابرکت تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے تین صد ۳۰۰ روپے ماہوار سے سات صد ۷۰۰ روپے تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ ماہوار مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں۔ اس غرض کے لئے اپنی رقوم امانت "یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظامِ جماعت کی وساطت سے جمع کروانا شروع کر دیں۔ اگر رقم مقامی جماعت میں ادا کریں تو اس کی اطلاع ذیل کے پتہ پر بھی بھجوا دیں۔

نیز احباب کی آگاہی کے لئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ حضور انور نے ایسے احباب کو بھی ادائیگی کی اجازت عطا فرمائی ہے جو گاہے گاہے کوئی رقم مقرر کئے بغیر کچھ نہ کچھ اس مد "کفالت یکصد یتامیٰ" میں مقامی انتظام جماعت کے ذریعہ حسبِ منشاء رقم جمع کروانا چاہتے ہیں۔

سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی دارالضیافت۔ ربوہ

بقیہ: صا سے آگے

بقیہ: صا سے آگے

طرف جذب کر لے گا۔ بہت سے لوگ اس قسم کے ہیں جو خود ناپاک اور گندی زیست رکھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ کیوں ہم کو قرب الٰہی حاصل نہیں ہوتا؟ وہ نادان نہیں جانتے کہ ایسے لوگوں کو قربِ الٰہی کیونکر حاصل ہو۔ جو اپنے اندر پاکیزگی اور طہارت پیدا نہیں کرتے۔"

(خطبہ عید الفطر فرمودہ ۳ جنوری ۱۹۰۳ء)

والدین متوجہ ہوں

رجسٹریشن کا آخری دن

مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ کے تحت فری کوچنگ کلاس برائے نہم دہم، گیارہویں بارہویں کی رجسٹریشن کا آج (۲۷ جون) کو آخری دن ہے۔ خواہشمند طلباء فوری طور پر دفتر مقامی مجلس خدام الاحمدیہ میں بعد نماز مغرب رابطہ کر لیں۔

(ناظم امور طلباء)
(مجلس خدام الاحمدیہ مقامی)

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی
جائیداد کی خرید و فروخت
ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
ریلوے روڈ رحمت بازار۔ ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

دانتوں کا معائنہ مفت
احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک۔ ربوہ
اوقات کار: ۴½ شام تا ۸½ بجے
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد

TRAVELLING TO LONDON

TROUBLE FREE ARRANGEMENTS, GROUP TRAVEL FACILITIES, AND INDIVIDUAL CARE. WE DON'T CLAIM! WE HAVE DONE IT BEFORE. WE ARE DOING IT AGAIN. FOR DETAILS & BOOKING CONTACT: MR. LATIF-UR-REHMAN BY 10th JULY 91.

ROOMI TRAVELS (PVT.) LIMITED
6, 7 HOTEL MID EAST, DR, DAUD POTA ROAD,
CANTT STATION KARACHI 75530
PHONES: 515161- 515209- 521377- 529624

IATA
GOVT. LICENCE NO. 1329

مُلکی خبریں

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی پر پابندی لگانے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اب ہم رہیں گے یا ڈاکو۔ ڈاکوؤں کو معافی دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ جام صادق نے پیپلز پارٹی کے خلاف بعض ثبوت فراہم کر دیئے ہیں ان کی تحقیق کر رہے ہیں۔

○ سندھ اسمبلی کے سپیکر نے تین اراکین سندھ اسمبلی کے استعفوں کی تصدیق کر دی ہے ان تینوں کا تعلق کراچی سے ایم کیو ایم سے ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ اللہ کے فضل سے عوام موجودہ حکمرانوں سے جلد نجات حاصل کر لیں گے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ کسی غیر جانبدار شخص کو وزیر اعلیٰ بنایا جائے۔

○ چیئرمین سینیٹ کی قیادت میں جو اعلیٰ سطحی پاکستانی وفد امریکہ بھجوایا گیا اس کے بارے میں پاکستانی سفیر نے وفد کی روانگی سے قبل اطلاع دی تھی کہ "وفد نہ بھیجو کوئی اہم امریکی شخصیت ملنے کے لئے تیار نہیں ہے"۔

○ ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کراچی کے بعض ٹھکانوں اور حیدر آباد کے پکا قلعہ میں موجود اسلحہ کے ذخائر حکومت کے حوالے کرنے سے انکار کر رہا ہے۔

○ کراچی میں ایدھی سنٹروں کی ۱۸۰ گاڑیوں کو لوٹ لیا گیا۔ یہ گاڑیاں عید کے موقع پر قربانی کی کھالوں کے عطیات اکٹھی کر رہی تھیں۔

○ کراچی میں عید کے موقع پر فائرنگ سے دو افراد ہلاک اور دو زخمی ہو گئے۔ مختلف علاقوں سے فائرنگ اور لوٹ مار کے واقعات کی اطلاعات ملی ہیں۔ کراچی میں ڈکیتی اور پولیس مقابلہ میں ایک ڈاکو گرفتار ڈاکوؤں نے بوف ڈپو سے ۲۰ ہزار روپے ایک دکان سے کھالیں اور ایک موٹر سائیکل لوٹ لی۔

○ حیدر آباد میں این پی پی کے شاہنواز گھمن کو عید کے دن قتل کر دیا گیا۔ فائرنگ سے تین افراد زخمی ہو گئے۔ حیدر آباد میں ڈاکوؤں نے پروفیسر کے بھائی کو قتل کر دیا۔ سکھر میں ڈاکوؤں نے ہیڈ کانسٹیبل کو ہلاک اور کانسٹیبل کو زخمی کر دیا۔ مختلف علاقوں میں تین عورتوں سمیت مزید ۹ افراد قتل ہو گئے۔

غیر مُلکی خبریں

○ جاپان میں ٹرین کے ایک خوفناک حادثے میں ۹۴ افراد ہلاک ہو گئے۔

○ دہلی میں اندرا گاندھی ائیرپورٹ پر بم کے دھماکہ سے ۱۲ افراد زخمی ہو گئے۔

○ ایرانی رسالے کیہان انٹرنیشنل نے متنبہ کیا ہے کہ خلیج کے علاقے میں جس انداز سے دفاعی تیاریوں میں اضافہ کیا جا رہا ہے اس سے اس علاقے میں پہلے سے بھی زیادہ تباہ کن جنگ چھڑنے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔

○ بارہ سال پرانے افغان تنازعے کے حل کے لئے پاکستان کی طرف سے نئی سفارتی سرگرمیاں شروع کر دی گئی ہیں اب یہ احساس تقویت پکڑ رہا ہے کہ اس مسئلہ کا حل سیاسی طور پر ہی ممکن ہے۔

○ بھارت کے وزیر اعظم مسٹر نرسیما راؤ نے سیاست سے ریٹائر ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ انہوں نے بائی پاس سرجری کروائی تھی اور اس کے بعد مستقل سکونت کے لئے وہ آندھرا پردیش چلے گئے تھے۔

○ اسرائیلی وزیر اعظم نے مشرق وسطیٰ میں امن کوششوں کے بارے میں امریکہ کی کوششوں پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکہ سخت گیر موقف کے حامل شام کو منانے پر وقت ضائع کر رہا ہے۔

بے اولاد
نرینہ اولاد کے خواہش مند حضرات کیلئے تحفہ
جرمنی کے سیل بند ادویات پر مشتمل "جرمن ہومیو علاج" اللہ کے فضل سے مؤثر اور کامیاب ترین ہے۔ ضرور آزمائیں۔
اوقات کار: شام ۵:۳۰ تا ۸:۳۰
تعطیل: اتوار
عزیز ہومیو پیتھک سٹور
یونیورسٹی روڈ۔ رحمان کالونی ربوہ فون ۴۱۴